عقیدہ ختم نبوت

امت کی بقا کا ضامن

مولانا مفتی خالد محمود

عقیدہ ختم نبوت اسلام کے بنیادی عقائد میں سے ہے، اس پر ایمان لانا اسی طرح ضروری ہے جس طرح اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان لانا ضروری ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر ایمان لائے بغیر کوئی شخص مسلمان نہیں ہوسکتا، کیوں کہ یہ عقیدہ قرآن کریم کی سو سے زائد آیات اور دوسو احادیث سے ثابت ہے، امت کا سب سے پہلا اجماع بھی اسی پر منعقد ہوا ہے یہی وجہ ہے کہ ختم نبوت کا مسئلہ اسلامی تاریخ کے کسی دور میں مشکوک اور مشتبہ نہیں رہا اور نہ ہی کبھی اس پر بحث کی ضرورت سمجھی گئی بلکہ ہر دور میں متفقہ طور پر اس پر ایمان لانا ضروری سمجھا گیا۔

حضور اکرم ﷺ کی ختم نبوت کا اعلان در حقیقت اس اُمت پر ایک احسان عظیم ہے اس عقیدہ نے اس اُمت کو ایک وحدت کی لڑی میں پرَو دیا ہے، آپ پوری دنیا میں کہیں چلے جائیں اور آپ ہر دور اور ہر عہد کی تاریخ کا مطالعہ کریں آپ کو نظر آئے گا کہ خواہ کسی قوم، کسی زبان، کسی علاقہ اور کسی عہد کا باشندہ ہو، اگر وہ مسلمان ہے اور حضور اکرم ﷺ پر اس کا ایمان ہے تو ان کے عقائد، ان کی عبادات، ان کے دین کے ارکان، ان کے طریقہ میں آپ کو یکسانیت اور وحدت نظر آئے گی جس طرح حضور اکرم ﷺ کے زمانہ میں پانچ نمازیں فرض تھیں، اسی طرح آج بھی پانچ نمازیں فرض ہیں، ان کے جو اوقات حضور اکرم ﷺ کے زمانے میں تھے، وہی آج بھی ہیں جو اوقات سعودی عرب میں ہیں وہی اوقات امریکہ اور یورپ اور ایشیائی ممالک میں ہیں اسی طرح روزہ، حج، زکوٰۃ اور دیگر احکام بھی سب کے لئے یکساں ہیں یہ سب نتیجہ ہے ختم نبوت کا اتمام نبوت کا، اکمال شریعت کا۔

عقیدہ ختم نبوت اس اُمت کی بقا کا ضامن ہے جب تک یہ ختم نبوت کا عقیدہ موجود ہے یہ اُمت، اُمت رہے گی اگر یہ عقیدہ نہ رہا تو پھر یہ اُمت اُمت بھی نہیں رہے گی بلکہ اُمتیں جنم لیں گی اور اُمتیں بھی کیا گروہ اور جماعتیں بنیں گی، ایک کھیل تماشا ہوگا، آئے دن کسی گوشہ اور کونہ سے ایک نبی اٹھے گا، ایک ایک شہر سے کئی کئی نبی اُبھریں گے، ان میں مناقشت چلے گی ہر ایک اپنے دعویٰ کو مؤثر بنانے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگائے گا اور اپنے ماننے والوں کی تعداد بڑھائے گا اور پھر ان میں مقابلہ بازی ہوگی اور اس طرح اس اُمت کا اُمت پنا ختم ہوجائے گا اسی لئے علامہ اقبال نے یہ حقیقت واشگاف الفاظ میں بیان کی۔

’’ دین وشریعت تو قائم ہیں کتاب وسنت سے، دین وشریعت کی بقا اور دین وشریعت کا استمرار اور وجود مربوط ہے کتاب وسنت سے، جب تک کتاب وسنت ہے، دین باقی ہے، دین وشریعت باقی ہے، لیکن اُمت کی بقاء ختم نبوت کے عقیدے سے ہے۔‘‘

خود قرآن کریم نے اس عقیدۂ ختم نبوت کو واضح الفاظ میں بیان فرمایا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

’’محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں مگر اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں۔‘‘ (الاحزاب)

اللہ تعالیٰ نے حجۃ الوداع کے موقع پر یہ آیت نازل فرمائی جس میں تکمیلِ دین کا اعلان کیا:

’’آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کردیا اور تم پر اپنا احسان پورا کردیا اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسند کیا۔‘‘ (المائدۃ)

اس کے علاوہ قرآن کریم کی سو سے زائد آیات سے عقیدۂ ختم نبوت ثابت ہوتا ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف اور واضح طور پر اعلان فرمایا:

’’میری امت میں تیس جھوٹے پیدا ہوں گے ہر ایک یہی کہے گا کہ وہ نبی ہے

حالانکہ میں اللہ کا آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔" (ابوداؤد، ترمذی)

علماء کرام نے ان تمام احادیث کو جمع کردیا ہے جن سے عقیدہ ختم نبوت ثابت ہوتا ہے اور ان احادیث کی تعداد دو سو سے زائد ہے۔ اس عقیدہ پر امت کا اجماع چلا آرہا ہے بلکہ امت میں سب سے پہلا اجماع اسی مسئلہ پر ہوا۔ یہی وجہ ہے کہ جب کبھی کسی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر ڈاکہ ڈالنے کی کوشش کی امت نے نہ صرف یہ کہ اسے قبول نہیں کیا بلکہ اس وقت تک سکون کا سانس نہیں لیا جب تک کہ اس ناسور کو کاٹ کر جسد امت سے علیحدہ نہیں کردیا۔

جب متحدہ ہندوستان میں مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا اور اپنے پیروکاروں کی ایک جماعت بنالی تو اسوۂ نبوی اور صحابہ کرام کے عمل کی پیروی کرتے ہوئے علماء حق اس جھوٹی نبوت کے خاتمے کے لئے میدان عمل میں آئے اور اس کا ہر سطح پر مقابلہ کیا، اس وقت کی حکومت برطانیہ کی چوں کہ مکمل سرپرستی مرزا غلام احمد کو حاصل تھی اس لئے اس فتنہ کا خاتمہ اس طرح تو نہیں کیا جاسکا جس طرح دورِ نبوی اور دورِ صحابہ میں ہوا مگر اس فتنے کے مقابلہ اور اس کو ختم کرنے کے لئے کوئی سستی اور غفلت نہیں برتی گئی بلکہ تحریری، تقریری، مناظرہ، مباہلہ غرضیکہ ہر سطح پر اس کا مقابلہ کیا۔

ان تمام فتنوں میں جو امت کی تاریخ میں رونما ہوئے فتنہ قادیانیت سرفہرست ہے، ظہور اسلام سے لے کر اس وقت تک کوئی فتنہ اسلام کی تاریخ میں اتنا نازک اور ابتلاء کا نہیں رہا، جتنا قادیانیت ہے، اس کا خطرناک پہلو یہ ہے کہ یہ ایک مستقل دین اور متوازی امت کی تشکیل کرتا ہے بعض لوگ اسے بھی دیگر فرقوں کی طرح ایک اسلامی فرقہ سمجھ کر اس فتنہ کی شدت کو کم کرنے کی کوشش کرتے ہیں شاید ان کی نظر سے قادیانی لٹریچر نہیں گزرا ورنہ وہ کبھی اس سوچ کے حامل نہ ہوتے، حقیقت یہ ہے کہ قادیانیت ایک متوازی اُمت اور ایک مستقل دین کی داعی ہے یہاں نبی کے مقابلے میں نبی کو کھڑا کیا گیا بلکہ اسے دوسرے انبیاء سے حتی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی افضل قرار دیا، شعائر کے مقابلہ میں شعائر، مقامات مقدسہ کے مقابلہ میں مقامات مقدسہ، کتاب کے مقابلہ میں کتاب، افراد کے مقابلہ میں افراد ہر چیز کا بدل انہوں نے مہیا کیا، چنانچہ نبی کے مقابلہ میں نبی اور جھوٹے نبی کے ماننے والوں کو صحابہ کا درجہ دیا گیا، اس کی بیویوں کو امہات المؤمنین کہا گیا، مکہ اور مدینہ کے مقابلہ میں قادیان کو ارضِ حرم اور مکۃ المسیح قرار دیا، حج کے مقابلہ میں قادیان حاضری کو حج سے زیادہ ثواب قرار دیا، قرآن کریم کے مقابلہ میں "تذکرہ" نامی کتاب کو پیش کیا غرضیکہ ایک ایک چیز میں اختلاف کیا اور صرف اختلاف نہیں بلکہ مقابلہ کیا اور خود اس کا انہوں نے اعتراف کیا چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی کا بیٹا مرزا محمود اپنی ایک تقریر میں کہتا ہے:

"حضرت مسیح موعود نے فرمایا کہ ان کا (یعنی مسلمانوں) کا اسلام اور ہے ہمارا اور، ان کا خدا اور ہے اور ہمارا اور، ہمارا حج اور ہے اور ان کا اور، اسی طرح ہر بات میں ان سے اختلاف ہے۔"

"یہ غلط ہے کہ دوسرے لوگوں سے ہمارا اختلاف صرف وفات مسیح یا اور چند مسائل میں ہے آپ نے فرمایا اللہ کی ذات، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم، قرآن، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ غرض آپ نے تفصیل سے بتایا کہ ایک ایک چیز میں ہمیں ان سے اختلاف ہے۔"

(خطبہ جمعہ، الفضل، ۳۰رجولائی ۱۹۳۸ء)

اس طرح کی بے شمار تحریریں پیش کی جاسکتی ہیں کہ یہ صرف ایک فرقہ نہیں بلکہ نبوت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ایک بغاوت اور اسلام کے متوازی ایک علیحدہ دین ہے، جس کا اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ کوئی تعلق ہیں اور نہ ہی انہیں اسلام کا نام استعمال کرنے کا حق ہے اور نہ یہ اپنے آپ کو مسلمان کہلوا سکتے ہیں لیکن ان کی ہٹ دھرمی ہے کہ سادہ لوح مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لئے یہ اسلام اور مسلمانانِ اسلام کا نام استعمال کرتے ہیں اس لئے ہمیشہ امت محمدیہ نے یہ مطالبہ کیا کہ انہیں غیر مسلم قرار دیا جائے۔ اس کے لئے ۱۹۵۳ء میں تحریک چلی جس میں یہی بنیادی مطالبہ تھا مگر اسے قوت و طاقت کے بل بوتے پر کچل دیا گیا اور اسے ناکام بنانے کی کوشش کی۔

۱۹۷۴ء میں ایک بار پھر تحریک چلی جس میں پاکستان کے تمام مسلمانوں کا بیک آواز ایک ہی مطالبہ تھا کہ انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ اس مطالبہ نے زور پکڑا، پرامن تحریک چلی، پوری قوم اس مسئلہ پر متفق تھی چنانچہ یہ تحریک ۷رستمبر کے تاریخ ساز آئینی فیصلہ پر منتج ہوئی۔ تحریک کی تفصیلات تو بہت ہیں مگر اختصار کے ساتھ واقعات کی ترتیب کچھ اس طرح ہے:

''۱:... ۲۲رمئی کوطلبا کے وفد کی ربوہ اسٹیشن پرقادیانیوں سے تو تکار ہوئی۔

۲: . . .۲۹رمئی کو بدلہ لینے کے لئے قادیانیوں نے طلبا پر قاتلانہ سفاکانہ حملہ کیا۔

۳:... ۳۰رمئی کولاہور اور دیگر شہروں میں ہڑتال ہوئی۔

۴:...۳۱رمئی کوسانحہ ربوہ کی تحقیقات کے لئے صمدانی ٹریبونل کا قیام عمل میں آیا۔

۵:... ۳رجون کومجلس عمل کا پہلا اجلاس راولپنڈی میں منعقد ہوا۔

۶:...۹رجون کومجلس عمل لاہور کے اجلاس میں حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری کومجلس عمل کا کنوینر مقرر کیا گیا۔

۷:...۱۳رجون کو وزیر اعظم نے نشری تقریر میں بجٹ کے بعد مسئلہ قومی اسمبلی کے سپرد کرنے کا اعلان کیا۔

۸:... ۱۴رجون کوملک گیرایسی مکمل ہڑتال ہوئی جس کی نظیر پاکستان کی تاریخ میں ملنا مشکل ہے۔

۹:...۱۶رجون کومجلس عمل کا لائل پور میں اجلاس ہوا جس میں حضرت بنوری کوامیر اور مولانا محمود احمد رضوی کوسیکرٹری منتخب کیا گیا۔

۱۰:... ۳۰رجون کوقومی اسمبلی میں ایک متفقہ قرارداد پیش ہوئی جس پر غور کے لئے پوری قومی اسمبلی کوخصوصی کمیٹی میں تبدیل کردیا گیا۔

۱۱:... ۲۴رجولائی کووزیر اعظم نے اعلان کیا کہ جوقومی اسمبلی کا فیصلہ ہوگا، ہمیں منظور ہوگا۔

۱۲: . . .۳راگست کوصمدانی ٹریبونل نے تحقیقات مکمل کرلیں۔

۱۳:... ۵راگست سے ۲۳ راگست تک وقفوں سے مکمل گیارہ روز میں ۴۲رگھنٹے اور پچاس منٹ مرزا ناصر نے قومی اسمبلی میں اپنا بیان اور شہادت ریکارڈ کرائی اوران پر جرح کی گئی۔

۱۴:... ۲۰راگست کوصمدانی ٹریبونل نے اپنی رپورٹ سانحہ ربوہ سے متعلق وزیر اعلیٰ کو پیش کی۔

۱۵:... ۲۲راگست کورپورٹ وزیر اعظم کو پیش کی گئی۔

۱۶:... ۲۴راگست کووزیر اعظم نے فیصلہ کے لئے ۷رستمبر کی تاریخ مقرر کی۔

۱۷: . . .۲۷ ، ۲۸ر اگست کو لاہوری گروپ پرقومی اسمبلی میں ۸رگھنٹے ۲۰رمنٹ تک جرح ہوئی۔

۱۸:... یکم ستمبر کولاہور شاہی مسجد میں ملک گیرختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔

۱۹:... ۶ ، ۵رستمبر کواٹارنی جنرل نے قومی اسمبلی میں عمومی بحث کی اور مرزائیوں پر جرح کا خلاصہ پیش کیا۔

۲۰:...۶رستمبر کومجلس عمل کی راولپنڈی میں ختم نبوت کانفرنس،وزیر اعظم سے ملاقات (اور فیصلہ)

۲۱:... ۷رستمبر ڈھائی بجے قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی کا اجلاس ہوا، جس میں کمیٹی کی سفارشات کوحتمی شکل دی گئی۔قومی اسمبلی کی اس خصوصی کمیٹی نے ۲۸راجلاس کیے جن میں مجموعی طور پر ۹۶رگھنٹے غور وخوض کیا گیا۔

۲۲:...۷رستمبر کوقومی اسمبلی کا اجلاس ہوا جس میں وہ تاریخی بل پیش کیا اور پانچ بجکر باون منٹ پر اسپیکر قومی اسمبلی نے تمام اراکین کی متفقہ رائے سے ترمیم پاس ہونے کا اعلان کیا۔

۲۳:...اسی روز (۷رستمبر کو) ایوان بالا سینیٹ کا اجلاس ہوا جس میں قومی اسمبلی سے منظور شدہ بل پیش کیا گیااور۴بجکر پینتیس منٹ پر ایوان بالا نے بھی متفقہ طور پر یہ بل منظور کرنے کا اعلان کیا۔مخالفت میں کوئی ووٹ نہیں آیا۔

۲۴:...۷رستمبر کوقومی اسمبلی نے فیصلہ کا اعلان کیا کہ مرزا قادیانی کے ماننے والے ہر دو گروپ غیر مسلم ہیں۔اور اس شق کو باقاعدہ آئین کا حصہ بنادیا گیا۔

قادیانیوں کوآئینی طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے بعد وعدہ کیا گیا تھا کہ اس سلسلہ میں باقاعدہ قانون سازی کی جائے گی تاکہ قادیانی اپنے اسلام اور مسلمان کا لفظ اور دیگر اسلامی اصطلاحات استعمال نہ کرسکیں،مگر اس سلسلہ میں ٹال مٹول سے کام لیا گیا اور قانون سازی نہ کی جاسکی تا آنکہ ۱۹۸۴ء میں ایک بار پھر خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب رحمہ اللہ کی سربراہی میں تحریک کومنظم کیا گیا جس کے نتیجہ میں امتناع قادیانیت آرڈیننس منظور ہوا جس کی رو سے قادیانیوں کے لئے اپنے آپ کومسلمان کہنا یا کہلوانا، اپنی عبادت گاہ کومسجد قرار دینا، اذان دینا،کلمہ طیبہ کا بیج لگانا، مرزا غلام احمد کو نبی کہنا، اس کے ساتھیوں کوصحابی اور اس کی بیویوں کو امہات المؤمنین کہنا وغیرہ الفاظ کا استعمال قابلِ تعزیر جرم قرار دیا گیا۔

ستمبر کا مہینہ ہمیں اس واقعہ اور اس جدوجہد کی یاد دلاتا ہے اور ہمیں آمادہ کرتا ہے کہ ہم بھی ختم نبوت کے تحفظ کے لئے اپنے آپ کوپیش کریں۔

☆☆.................☆☆